جناب ملک راحت نسیم سوہدری

اسلام کا نظریۂ قومیت

امتیازِ رنگ و نسل، وطنیت اور علاقائی ولسانی تعصبات ہمیں اسلام سے برگشتہ کر دیں گے!

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، دین کامل ہے۔ اسلام کے قوانین فقید المثال اور اٹل ہیں۔ یہ انسانی فلاح کا راستہ ہیں ـــ اسلام جس نے انسانیت کو وحشت اور جاہلیت سے آزاد کر کے اشرف المخلوقات کے درجے پر پہنچایا، اس کی تعلیمات کا سرچشمہ قرآن ہے جو ایک جامع کتاب ہے اور جس میں انسانیت کے ہر شعبے کے لئے راہنمائی موجود ہے۔

اسلام نے جہاں زندگی کے لئے ایک مکمل ضابطہ دیا ہے وہاں رنگ اور نسل کے متعلق وہ عدیم المثال نظریہ پیش کیا ہے جس کی مثال دنیا کا کوئی مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اسلام کا نظریۂ رنگ و نسل جس کو ترک کر کے ہم دوبارہ جاہلیت اور وحشت کا شکار ہو رہے ہیں اور پھر سے برادریوں، گروہی اور جغرافیائی جکڑ بندیوں میں پھنس چکے ہیں، نہ صرف پوری انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے بلکہ عالمگیر انسانیت کو اخوت و محبت کی بنیادیں فراہم کرتا ہے۔

جب سے دنیا قائم ہوئی ہے، اسی وقت سے رنگ و نسل کا غرور چلا آ رہا ہے لیکن جب سرورِ کائنات پیغمبرِ اسلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے اسلام پیش کیا اور اسلام کے ذریعے جس طرح اہلِ عرب کو وحشت اور جاہلیت کی دلدل سے نکال کر علم و عرفان کا سرچشمہ بنایا اور عربی اور عجمی، کالے اور گورے، آقا اور غلام کو ایک ہی صف میں کھڑا کر کے ایک ایسی سیسہ پلائی ہوئی دیوار اور ایک ایسی آہنی چٹان بنا دیا کہ جس سے دشمنانِ اسلام سر ٹکرا ٹکرا کر رہ گئے تو دنیا مساواتِ انسانی کے اس عجیب سے

نظریہ کی افادیت کو دیکھ کر دنگ رہ گئی ـــــــ اسلام نے اس سلسلہ میں جو نظریہ پیش کیا مندرجہ ذیل ہے:

"سب انسان خدا کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی کو رنگ و نسل کی بنا پر فوقیت حاصل نہیں۔ تمام انسان حضرتِ آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور صرف تقویٰ انسانی فضیلت کا معیار ہے"

اسلامی اصولِ تمدن کی رُو سے تمام انسان، چاہے وہ کسی بھی خطے سے تعلق رکھتے ہوں، کسی بھی رنگ و نسل سے متعلق ہوں، وہ ایک قوم کہلاتے ہیں۔ بشرطیکہ ان کے درمیان اسلام کا رشتہ موجود ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان بلالِ حبشی رضؓ، سلمان فارسی رضؓ اور صہیب رومیؓ کو رنگ و نسل اور تفریقِ وطنیت کے باوجود اسی نظر سے دیکھتے ہیں جس نظر سے وہ دیگر صحابہ کرامؓ کو دیکھتے ہیں۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی نظریہ کی بنا پر اغیار کا خود ساختہ بتِ وطنیت پاش پاش کر کے امتِ مسلمہ کی تشکیل فرمائی، جس کے متعلق فرمایا:

"اے لوگو! سن لو، تمہارا پروردگار ایک ہے، کسی عربی کو کسی عجمی اور کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فوقیت نہیں، نہ کوئی کالا کسی سرخ اور نہ کوئی سرخ کسی کالے سے افضل ہے مگر تقویٰ کے ساتھ۔ اللہ کے نزدیک تم میں معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی قومیت کی اساس اسلامی اخوت ہی رہی۔ مگر جب مسلمان اس رشتہ سے ہٹ کر ایرانی، عراقی، ترکی، افغانی اور تورانی وغیرہ کے چکر میں پڑے تو نہ صرف ان کی جمعیت منتشر ہو گئی بلکہ اسلام کا وہ آفتاب جو نصف النہار تک آ پہنچا تھا، گرہن کا شکار ہو کر اپنی آب و تاب کھو بیٹھا۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم پھر رنگ و نسل اور قومیتوں پر نازاں و شاداں دکھائی دیتے ہیں اور اس طرح اس عظیم اسلامی قومیت کو پارہ پارہ کرنے کا سامان بہم پہنچا رہے ہیں جس کی بنیاد رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی تھی!

آج کل کچھ نام نہاد دانشور ثقافتی، علاقائی اور جغرافیائی حدود میں سمٹ کر قومیتوں اور رنگ و نسل کا پرچار کر رہے ہیں۔ گویا دوسرے علاقے یا رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے مسلمان ان کے دشمن ہیں جبکہ اسلام کا نظریۂ قومیت واضح ہے کہ کفر و اسلام ہی قومیت

کی بنیاد ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب سرورِ کائنات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرزمین عرب پر ملتِ اسلامیہ کی بنیاد رکھی تو مکہ مکرمہ کے بہت سے لوگ رنگ ونسل اور وطن کا اشتراک رکھنے کے باوجود ملتِ اسلامیہ سے خارج قرار دیئے گئے جن میں ابوجہل اور ابولہب بھی شامل ہیں یعنی اسلام کے نزدیک دنیا بھر میں بسنے والے مسلمان ایک قوم ہیں خواہ وہ رنگ ونسل اور وطن کا اشتراک نہ رکھتے ہوں اور غیر مسلم رنگ ونسل اور وطن کا اشتراک رکھنے کے باوجود دوسری قوم !

چنانچہ ارشادِ نبوی ہے :

"تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں ، جس کے اگر ایک حصے کو تکلیف ہو تو پورا جسم مضطرب و بےچین رہتا ہے ۔ اسی طرح ایک مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں آباد ہو ، جب یہ سنے کہ اس سے کہیں دور مسلمان مصائب و آلام یا ظلم وستم کا شکار ہیں تو دوری وطن اور تفریقِ رنگ ونسل کے باوجود اس کا دل تڑپ اٹھے تو مسلمان ہے ورنہ نہیں !"

آج چالیس سے زیادہ ملکوں میں اسلامی حکومتوں کا قیام ہے مگر ہر ایک کی قومیت علاقائیت اور زبان اور نسل کی مرہونِ منت ہے ۔ اگر تمام حکومتوں کی قومیت اسلام ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان اپنی پرانی راہ پر آ کر اپنی معراج کو نہ پا سکیں ۔

اسلامی قومیت کا یہی وہ نظریہ ہے جو پوری انسانیت کے لئے اخوت ومحبت کی بنیادیں فراہم کرتا ہے ۔ اسلامی قومیت کے متعلق یہ بات تو واضح ہو گئی ہے کہ اس کی بنیاد کفر اور اسلام پر ہے ۔ اب مختلف قبیلوں اور خاندانوں کی تقسیم سے متعلق قرآنِ حکیم کا ارشاد ملاحظہ ہو :

"یا ایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ط"

کہ اے لوگو ، ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہارے مختلف خاندان اور قبیلے بنا دیئے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو ۔ تم میں سب سے زیادہ عزت والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار ہے "

مندرجہ بالا آیت سے یہ بات واضح ہے کہ فضیلت و عظمت کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں معیار صرف تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ رہا سلسلہ حسب و نسب تو یہ صرف جان پہچان کے لئے ہے۔ پرہیزگاری اور اس کی بنا پر فضیلت و عظمت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں پس امتِ مسلمہ میں اگرچہ ہر رنگ، وطن اور نسل کے لوگ شامل ہیں۔ لیکن اس میں داخل ہونے کے بعد ان کے نسلی، خاندانی اور لسانی سب امتیازات ختم ہو گئے اور ان کے خود ساختہ رنگوں پر صرف ایک ہی رنگ غالب آ گیا:

صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ"

"اللہ کا رنگ اور اس رنگ سے بہتر کوئی بھی رنگ نہیں ہے۔"

دو قومی نظریہ جو پاکستان کی بنیاد تھا، پہلے بھی ہمارے دشمنوں کے دلوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا اور آج بھی یہ ان کے لئے سوہانِ روح بنا ہوا ہے۔ جیسے جیسے ہماری قوم اس نظریئے کی معنویت سے بے بہرہ ہوتی چلی جائے گی، ہمارے اعدا کا خواب پورا ہوتا چلا جائے گا۔ تحریکِ پاکستان میں دو قومی نظریہ کا عملی مفہوم یہ تھا کہ ہندوستان میں بسنے والے مسلمان اور ہندو اشتراکِ وطن کے باوجود ایک قوم نہیں ہیں بلکہ دو الگ الگ قومیں ہیں۔ جبکہ کانگریس کا نظریہ یہ تھا کہ ہندوستان میں بسنے والے مسلم اور غیر مسلم اشتراکِ وطنیت کی بنا پر ایک متحدہ قومیت کے افراد ہیں۔ قرآنِ حکیم کی رو سے بھی یہ دونوں نظریات ایک دوسرے کی ضد تھے۔ گویا یہ حق و باطل کی جنگ تھی۔ علامہ اقبالؒ نے اسے معرکۂ دین و وطن کہا ہے۔ انہوں نے اس غلط تصورِ قومیت کے خلاف آواز اٹھائی اور مسلمانوں کو تنبیہ کی کہ ملتِ اسلامیہ کو اگر وطنیت کی بنیادوں پر تقسیم کر دیا گیا تو پھر مسلمانوں میں وحدت کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہے گا اور نتیجہ یہ ہو گا کہ وہ اسلام سے برگشتہ ہو جائیں گے۔

گاندھی اور جناح کی جنگ کا مرکزی نقطہ مسئلہ قومیت تھا۔ گاندھی کا کہنا تھا کہ "میں تاریخ میں اس امر کی مثال نہیں پاتا کہ کچھ لوگ جو اپنے آباؤ اجداد کا مذہب چھوڑ کر ایک نیا مذہب قبول کر لیں، یہ دعویٰ کریں کہ وہ اپنے آباؤ اجداد سے علیحدہ ہیں۔ ہندوستان اسلام کی آمد سے قبل اگر ایک قوم تھا تو اسلام کے بعد بھی اسے ایک قوم ہی رہنا چاہیئے۔" اور جناح صاحب کی طرف سے اس کا جواب یہ تھا:

"پاکستان کی ابتدا تو اسی دن ہو گئی تھی جب ہندوستان میں پہلا غیر مسلم مسلمان ہوا تھا۔"

ظاہر ہے مسلمان، ہندو اور مسلم کو اشتراکِ وطن کی بنا پر ایک قوم کیسے تسلیم کر لیتا جبکہ اسلام انسانی مساوات کا قائل ہے اور ہندو معاشرہ کی بنیاد ہی اونچ نیچ اور رنگ و نسل کی تفریق ہے۔ چنانچہ یہی چیز قیامِ پاکستان کا محرک اور تقسیمِ ہند کا جواز بنی۔ پاکستان کا قیام عمل میں آگیا تو دنیا کی سب سے نظریاتی مملکت کا قیام عمل میں آیا کیونکہ اس کی بنیاد "لا الٰہ الا اللہ" تھی۔ لیکن قیامِ پاکستان کے بعد نظریۂ پاکستان کے عملی نفاذ کے لئے کچھ نہ کیا گیا بلکہ اس کے بالکل برعکس رنگ و نسل، زبان اور ثقافت کے فتنے پروان چڑھتے رہے اور عوام میں جڑیں پھیلاتے چلے گئے۔ جس کا نتیجہ ہمیں سقوطِ مشرقی پاکستان کی شکل میں دیکھنا پڑا جبکہ باقی ماندہ پاکستان میں بھی علیحدگی کی تحریکیں پروان چڑھ رہی ہیں۔ ہندو سامراج دو قومی نظریہ کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا ہے اور پاکستان کے نام نہاد ثقافتیے بھی ہندو سامراج کی تائید میں نظریۂ پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔ بہرحال اگر ہم نظریۂ پاکستان سے انحراف کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تقسیمِ ہند کا وہ جواز ہی ختم ہو جاتا ہے جس کی بنا پر یہ تقسیم عمل میں آئی۔ پورے ملک میں بسنے والے مسلمان ایک قوم ہیں یعنی ملتِ اسلامیہ کا حصہ ہیں اور اسی پر عمل پیرا ہو کر ہم اپنے وجود کا تحفظ کر سکتے ہیں۔

یوں تو رنگ و نسل کا مسئلہ بہت پرانا ہے اور دنیا میں یہ نہایت سنگین صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ روڈیشیا میں جس طرح سفید فام اقلیت، سیاہ فام اکثریت کو نشانۂ ستم بنائے ہوئے ہے، محتاجِ وضاحت نہیں۔ امریکہ اور برطانوی سامراج کو دیکھئے، وہاں یہ تفریق اس حد تک ہے کہ کالوں نے اپنے تحفظ کے لئے ایک تنظیم "بلیک ستمبر" قائم کر رکھی ہے۔ یہ اس امریکہ میں ہے جو دنیا بھر کے ہر مسئلے میں انسانی ہمدردی کے نام پر چلا اٹھتا ہے۔

دراصل دنیا بھر میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو امن و سلامتی اور پوری انسانیت کے لئے فلاح کا ضامن ہے جس میں تمام انسانوں کو برابری کا درجہ حاصل ہے اور جس میں رنگ و نسل کا امتیاز، وطنیت اور علاقائی و لسانی تعصبات کو حد درجہ مذموم سمجھا جاتا ہے ——— اسلامی نظریۂ قومیت ایک ایسا نظریہ ہے جس کی نظیر کوئی دوسری قوم اور کوئی دوسرا مذہب پیش کرنے سے قاصر ہے۔